# بردباری کاتربیتی مقام اور خانوادہ کے استحکام میں تاثیر قرآن وسنت کی نگاہ میں

امتیاز حسین[1]

## خلاصہ

بردباری معاشرتی زندگی کے بنیادی اخلاقی اصولوں میں سے ایک ہے جس کی قرآن وسنت میں بہت تاکید کی گئ ہے۔ معاشرتی رہن سہن میں نرم برتاؤ، بردباری بہت اہمیت کے حامل ہیں۔ اور یہ عنصر خانوادہ کے استحکام کا باعث ہے۔ خانوادگی ماحول میں نرم مزاجی اور امن وسکون کو فروغ ملنا چاہیے اور ایک دوسرے کو برداشت کرنے کا حوصلہ پیدا ہونا چاہیے۔ کیونکہ نرم برتاؤاور بردباری خانوادے میں اضطراب کو کم کرنے اور پرامن وخوشگوار ماحول پیدا کرنے میں بہت زیادہ مؤثر ہیں، یہ خاندانی استحکام اور صحیح وسالم نسلوں کی تربیت اور پرورش کے لیے زمینہ ہے۔ خاندانی ماحول میں نرم برتاؤاور بردباری کا فقدان آزار کا باعث ہے اور سختیوں کو جنم دینے کے ساتھ روحانی سکون کو غیر محفوظ بناتا ہے۔ تربیت کے میدان اور خانوادہ کے استحکام کے لیے نرمی اور بردباری کے خاص اثرات ہیں، اس لیے قرآن وسنت میں، معاشرے میں امن وسکون اور نرمی وبردباری سے کام لینے کا حکم دیا گیا ہے، خصوصاً خانوادہ کے استحکام کے لیے اس پر زور دیا گیا ہے۔ اور ہماری کوشش بھی یہی ہے کہ اس طرز زندگی کے سلسلے میں نرمی اور بردباری کے مؤثر ہونے کو بیان کریں کہ جس پر رہبر معظم سید علی خامنہ ای (مدظلہ العالی) نے خصوصی توجہ دلائی ہے۔ لہٰذا اس مضمون میں نرم برتاؤاور بردباری کے تربیتی مقام اور خانوادہ کے استحکام میں اس کے اثرات اور اس کے مختلف پہلوؤں اور تربیتی اثرات کو قرآن وسنت کے نقطہ نظر سے توصیفی اور تحلیلی طور پر بیان کرنے کی کوشش کی ہے۔

کلیدی الفاظ:

بردباری، تربیت، سبک زندگی، استحکام خانوادہ، بیانیہ گام دوم، قرآن وسنت

---

[1] دکتری، فقہ تربیتی، مجتمع عالی آموزش فقہ

## مقدمہ

انسانی ترقی اور کمال کے لیے اسلام محمدی نے ان اقدار کو مد نظر رکھا ہے جن کے بغیر انسان ہدایت اور ترقی کی راہ پر گامزن نہیں ہو سکتا، معاشرے کو بالعموم اور خاص طور پر خاندان کی بہترین تربیت کے لیے ان اقدار کا افراد خانوادہ میں پایا جانا ضروری ہے۔ قرآن کریم میں خانوادہ کے بارے میں بیان ہوا ہے، وَجَعَلَ بَيْنَكُمْ مَوَدَّةً وَرَحْمَةً[2] آیت کے اس حصے میں، خدا نے "محبت اور شفقت" کے تحفے کی طرف اشارہ کیا ہے جسے وہ نکاح کے وقت میاں وبیوی کے درمیان قرار دیتا ہے، اور مودت کا معنی ایسی محبت ہے جس کا اثر عمل میں ظاہر ہوتا ہے اور مودت اور محبت کی آپس میں وہی نسبت ہے جو خشوع اور خضوع کی آپس میں نسبت ہے۔

محبت اور شفقت کے واضح مظاہر میں سے ایک چھوٹا سا معاشرہ، خانوادہ کی صورت میں ہے، کیونکہ میاں بیوی ایک دوسرے سے محبت اور شفقت سے جڑے ہوتے ہیں اور وہ دونوں، خاص کر ماں چھوٹے بچوں سے شفقت سے پیش آتی ہے، کیونکہ والدین بچوں کی ناتوانی کو مشاہدہ کر رہے ہوتے ہیں کہ ان کے کمسن بچے اپنی زندگی کی ضروریات کو خود پورا نہیں کر سکتے اس لیے بچوں کی محبت انہیں اس بات پر ابھارتی ہے کہ وہ ان کی دیکھ بھال، ان کی غذا، لباس، مکان اور تربیت کے لیے کوشش کریں، اگر والدین بچوں کی نسبت رحم دل نہ ہوں تو گویا آئندہ نسل بالکل ختم ہو جائے اور نسل انسانی کبھی زندہ نہ رہ سکے۔ جیسا کہ سیاق وسباق سے واضح ہے کہ آیت میں محبت اور رحمت کا معنی خانوادہ کے مابین الفت وشفقت کا رابطہ کا قائم ہونا ہے۔[3]

رہبر معظم سید علی خامنہ ای (مدظلہ العالی) نے بیانیہ گام دوم میں طرز زندگی (Life style) کے مسئلے کا تذکرہ کیا اور ان کے لیے خاندان کا تحفظ اس قدر ضروری تھا کہ انہوں نے طرز زندگی میں کئی پہلوؤں پر توجہ دلائی، اس لیے ہماری کوشش بھی یہی ہے کہ خاندان کے تحفظ کے وہ عوامل جو ان کے نزدیک اہمیت کے حامل ہیں اور آیات وروایات میں بھی بیان ہوئے ہیں اور ان میں سے جو چیزیں معاشرے اور خصوصاً خاندان کے تحفظ میں کارگر ہیں ایک ان میں دوستی و نرمی اور بردباری ہے۔ جس کو بیان کرنے کی کوشش کی گئی ہے۔

خداوند منان نے خاندانی سلسلہ کی بقاء اور استحکام کو برقرار رکھنے اور مضبوط کرنے کو اہمیت دی ہے اور ہمیں دیکھنا چاہیے کہ بقاء و استحکام خانوادہ میں کون سے امور کارآمد و موثر ہیں اگرچہ نرم مزاجی اور بردباری کے مقام تربیتی کو بیان کیا گیا ہے مگر اس کے علاوہ زندگی اور خانوادہ کی بقاء میں موثر ہونا، اثرات میں سے ایک ہے۔۔ روایات میں بھی بیان ہوا ہے کہ کوئی بنیاد اللہ کے نزدیک ازدواج سے زیادہ محبوب اور کوئی جدائی اور الگ ہونا، طلاق سے زیادہ بری اور ناپسند نہیں ہے۔

---

[2]۔ القرآن: سورہ روم۔آیت نمبر۲۱، ترجمہ قرآن شیخ محسن علی نجفی

[3]۔ طباطبائی، ترجمہ تفسیر المیزان، دفتر انتشارات اسلامی، قم، ۱۳۷۴

قرآن مجید میں لین، عفو، صفح، غفران وغیرہ جیسے الفاظ استعمال ہوئے ہیں، جو نرم مزاجی اور بردباری کے معنی میں آتے ہیں: مثال کے طور پر، لین اور عفو کے الفاظ قرآن پاک میں مذکور ہیں۔ فَبِمَا رَحْمَةٍ مِنَ اللَّهِ لِنْتَ لَهُمْ وَلَوْ كُنْتَ فَظًّا غَلِيظَ الْقَلْبِ لَانْفَضُّوا مِنْ حَوْلِكَ فَاعْفُ عَنْهُمْ[۴]؛ (اے رسول) یہ مہر الٰہی ہے کہ آپ ان کے لیے نرم مزاج واقع ہوئے اور اگر آپ تندخو اور سنگدل ہوتے تو یہ لوگ آپ کے پاس سے منتشر ہو جاتے، پس ان سے درگزر کریں اور ان کے لیے مغفرت طلب کریں اور معاملات میں ان سے مشورہ کر لیا کریں پھر جب آپ عزم کر لیں تو اللہ پر بھروسہ کریں، بے شک اللہ بھروسہ کرنے والوں کو پسند کرتا ہے۔

اسی طرح معصومین علیہم السلام کے کلام میں یہ بات واضح طور پر بیان کی گئی ہے: پیغمبر اعظم (ص) نے فرمایا: مَنْ حُرِمَ الرِّفْقَ فَقَدْ حُرِمَ الخَيْرَ كُلَّهُ[۵]؛ جو نرمی سے محروم ہوا وہ تمام بھلائیوں سے محروم ہو گیا۔ اور دوسری طرف کوئی بھی انسان تنہا اپنی ضروریات پوری کرنے کی طاقت نہیں رکھتا۔ انسان ایک دوسرے کی مدد سے مختلف کام انجام دے سکتے ہیں۔ جب مختلف صلاحیتوں کو ایک ساتھ رکھا جائے اور انسانی تعامل نیک اعمال کا موجب بھی ہے۔ ان صلاحیتوں بروئے کار لاتے ہوئے ہی زندگی آگے بڑھ سکتی ہے لہذا اس کے لئے سب سے اہم شرط نرمی اور اچھا رویہ ہے جسے اپنی زندگی کا نصب العین بنانا ہے۔ اور اسی لیے اسلام محمدی، جو کہ انسانیت پسند دین ہے اور محبت اور نرمی و بردباری و حسن سلوک پر زور دیتا ہے اور اپنے پیروکاروں کو انتہا پسندی اور سخت گیری سے روکتا ہے۔

اس مضمون میں اس سوال کا جواب دینے کی کوشش کی ہے کہ قرآن و سنت کی نظر میں نرمی اور بردباری کی اہمیت و مقام کیا ہے؟ اور اس تربیتی اصول کو عملی طور پر تربیت کے مختلف پہلوؤں میں کیسے نمایاں کیا جا سکتا ہے؟ اور اس کے تربیت اور خانوادہ کے استحکام میں کیا اثرات ہیں؟

## ۱- مفہوم شناسی

### ۱-۱- لغت میں رفق کا معنی

---

۴۔ القرآن: سورہ آل عمران۔ آیت نمبر ۱۵، ترجمہ قرآن شیخ محسن علی نجفی

۵۔ ابن شعبہ، حسن بن علی، تحف العقول عن آل رسول، ناشر آل علی، قم، ۱۳۸۲۔

فراہیدی کتاب العین میں لکھتے ہیں: لفظ "رفق" کا معنی "نرم مزاجی اور عملی طور پر ہم آہنگ ہونا؛ کاموں کو انجام دیتے وقت نرمی سے کام لینا اور جو شخص نرم مزاجی سے پیش آئے اسے دوست کہا جاتا ہے۔[6] ابن منظور لسان العرب میں لکھتے ہیں: دوستی کا مطلب ہے تشدد کے خلاف نرمی اور کام کرنے میں نرمی سے کام لینا۔[7]

### ۲-۱-اصطلاح میں رفق کا معنی

اصطلاح میں "رفق" کا وہی لغوی معنی ہے، یعنی ہر قسم کے تشدد اور تسلط، سے بچنا، نرمی اختیار کرنا اور دوسروں کی غلطیوں کو معاف کرنا۔ گویا کام کو اچھے انداز، نرمی اور مستحکم طریقے کے ساتھ انجام دیا جائے۔[8]

پس "رفق" کا مفہوم یہ ہے کہ مربی (تربیت کرنے والا)، متربی (تربیت حاصل کرنے والوں کے ساتھ حسن سلوک، نرمی اور مجبور نہ کرتے ہوئے انہیں مطلوبہ تربیتی اہداف کی راہنمائی کرے،، اگر مربی ایسا رویہ اختیار کرے تو یہ کہا جاتا ہے کہ مربی نے اپنے تربیت حاصل کرنے والے افراد کے ساتھ دوستانہ سلوک کیا۔

### ۳-۱-لغت میں مدارا کا معنی

«مُدارا» یہ عربی کا لفظ ہے اور باب مفاعلہ سے مصدر ہے اور «دری» یا «درأ» اسکی اصل ہے۔[9] "مداراةُ الناس" لوگوں کے ساتھ حسن سلوک اور بردباری سے پیش آنا تاکہ وہ کسی سے نفرت نہ کریں۔[10] لفظ "مدارا" کا دونوں مادہ میں مطلب، نرمی سے پیش آنا "ہے۔[11] لغت کی کتابوں میں لفظ "مدارا" یعنی بردباری کا جائزہ لینے سے یہ نتیجہ نکلتا ہے کہ "رفتار میں نرمی اور نرم رفتاری" لہذا تعریف یوں کی جانی چاہیے مدارا یعنی "نرم سلوک اور برتاؤ میں نرمی، اور برتاؤ میں سختی اور خوف نہ ہونا ہے"۔

### ۴-۱-اصطلاح میں مدارا کا معنی

"مدارا" یعنی نرم رفتاری اور بردباری کا تربیت کی اصطلاح میں یہ مطلب ہے کہ مربی (تربیت کرنے والا) متربی (تربیت حاصل کرنے والوں) کے ساتھ ایسا برتاؤ کہ وہ انہیں احسن انداز میں تربیتی مقاصد کی رہنمائی کرے۔ اگر کوئی مربی (ٹریز) کا یہ عمل اس بات کی نشان دہی کرتا ہے کہ اس نے تربیت پانے والوں کے ساتھ نرمی اور بردباری سے برتاؤ کیا ہے۔ جیسا کہ روایت میں ہے: رسول اللہ (ص) نے حضرت علی (ع) کو مخاطب کر کے فرمایا:(يَا عَلِيُّ إِنَّ هَذَا الدِّينَ مَتِينٌ فَأَوْغِلْ فِيهِ بِرِفْقٍ وَ لَا تُبَغِّضْ إِلَى

---

[6]۔ فراہیدی، خلیل بن احمد، العین، انتشارات ہجرت، قم، ۱۴۱۰

[7]۔ ابن منظور، لسان العرب، دار صادر، بیروت، ۱۴۱۴

[8]۔ داؤدی، محمد، رفق ومدارای تربیتی در سیرہ معصومین، ۱۳۸۰: مجلّہ حوزہ ودانشگاہ، شمارہ ۲۸

[9]۔ فیومی، احمد بن محمد مقری، المصباح المنیر فی غریب الشرح الکبیر، ۷۷۰

[10]۔ صاحب بن عباد، کافی الکفاۃ، اسماعیل بن عباد، المحیط فی اللغہ، ج۹، ص ۳۴۳

[11]۔ زبیدی، تاج العروس، دار الفکر، بیروت، ۱۴۱۴

نَفْسِکَ عِبَادَةَ رَبِّکَ إِنَّ الْمُنْبَتَّ يَعْنِی الْمُفْرِطَ لَا ظَهْراً أَبْقَی وَ لَا أَرْضاً قَطَعَ)[12]؛اے علی (ع) یہ دین مستحکم ہے،اس لیے آپ دینی امور میں صبر و تحمل اور حوصلے سے کام لو، اور خدا کی عبادت کو اس شخص کی طرح ناپسندیدہ نہ بناؤ کہ جس نے اپنی سواری کی پشت کو زخمی کر دیا مگر مسافت طے نہ کی ہو۔

## ۵-۱-لغت میں تربیت کا معنی

لغت کی اصل اور مستند کتابوں میں یہ لفظ استعمال کیا گیا ہے۔ لفظ "تربیت" کا تعلق دو مادوں "ربو" اور "ربب" سے ہے۔ "ربب" کے مختلف معنی ہیں جیسے: ولایت، اپنی گود میں پالنا[13]، تحفظ اور دیکھ بھال اور سرپرستی[14] اور کسی چیز کو ایجاد کرنا اور تدریجا اسے کمال بخشنا کے معنی میں استعمال ہوا ہے۔[15] "ربو" کے مادہ سے ہو تو اس کے معنی جیسے: کثرت، ترقی اور بلندی کے ہیں۔[16]

## ۶-۱-اصطلاح میں تربیت کا معنی

تربیت کے بارے میں شہید مطہریؒ کا نظریہ یہ ہے؛تربیت: پرورش کرنا، یعنی کسی چیز میں ممکنہ طور پر موجود اندرونی صلاحیتوں کو عملی جامہ پہنانا اور ان کی پرورش کرنا۔ اور اسی لیے تربیت کا استعمال صرف جاندار چیزوں یعنی پودوں، حیوانوں اور انسانوں کے لیے ہی درست ہے اور اگر ہم یہ لفظ بے جان چیزوں کے لیے استعمال کریں تو ہم نے لفظی استعمال کیا ہے، یہ نہیں کہ ہم نے اس چیز کی حقیقی معنوں میں پرورش کی ہے۔[17]

زاہدی کا ماننا ہے کہ، تربیت گویا انسانی صلاحیتوں کو ابھارنا، نمایاں کرنا، ارتقاء بخشنا اور کمال کی طرف بڑھانا ہے، متربی کی کوشش کے ساتھ، موثر اور ضروری حالات اور عوامل کا فراہم کرنا ہے۔[18] تربیت کا مطلب مؤثر ہونے اور اثر قبول کرنے کا وہ عمل ہے جو مربی اور متربی کے درمیان قائم ہوتا ہے تاکہ متربی (تربیت پانے والے) کی شخصیت میں کسی صفت کا وجود میں لایا جائے یا اس کی شخصیت میں تبدیلی اور اصلاح کے لیے برقرار کیا جائے۔[19] تربیت ان سرگرمیوں کا ایک مجموعہ ہے جو ایک مربی انجام دیتا ہے، جسے تربیتی سرگرمیاں کہا جاتا ہے، اس میں کسی بھی قسم کی سرگرمی شامل ہوتی ہے، بشمول تعلیمی، حوصلہ افزا، برانگیختہ کرنے کہ جس میں مربی،

---

[12]۔ کلینی، محمد بن یعقوب، اصول کافی، جلد ۲، دار الکتب الاسلامیہ، تہران، اشاعت ۱۴۰۷، صفحہ ۸۷

[13]۔ فراہیدی، العین، انتشارات ہجرت، قم، ۱۴۱۰

[14]۔ ابن منظور، لسان العرب، دار صادر، بیروت، ۱۴۱۴

[15]۔ راغب اصفہانی، مفردات، الدار الشامیہ، بیروت، ۱۴۱۶

[16]۔ ابن فارس، معجم مقاییس اللغہ، انتشارات دفتر تبلیغات اسلامی، قم، ۱۴۰۴؛ ابن منظور، لسان العرب، دار صادر، بیروت، ۱۴۱۴

[17]۔ مطہری، مجموعہ آثار، انتشارات صدرا، تہران، ۱۳۸۰

[18]۔ زاہدی، نظریہ ہای تربیتی اسلام، ۱۳۸۵

[19]۔ گروہ علوم تربیتی موسسہ آموزشی وپژوہشی امام خمینی، مجموعہ مقالات تربیتی، ص ۵۷

متربی پر اثر انداز ہونے یا متربی (جس کی تربیت کی جارہی ہے) کی ترقی اور صلاحیتوں کو پایہ تکمیل تک پہنچانے کے اسباب فراہم کرنے پر قادر ہو۔

### ۷-۱-تربیت دینی کی تعریف

تربیت دینی یعنی دیگر افراد کو ایک دین کے دستورات سکھانے کے لیے بامقصد اعمال کا ایک مجموعہ ہے، تاکہ وہ لوگ عملی اور نظریہ میں ان تعلیمات کی پابندی کریں اور ان پر عمل پیرا ہوں۔[۲۰]

اس تعریف کی بنیاد پر، مربی کو چاہیے کہ وہ تربیت حاصل کرنے والوں کو مذہبی دستورات سکھائے اور انہیں دین کی صحیح سوجھ بوجھ دے اور متربی کو دینی احکام پر عمل اور ان کا پابند بنانے کے لیے قلبی طور پر مضبوط کرے۔

### ۸-۱-خانوادہ کی تعریف

خانوادہ، معاشرے کی وہ اکائی ہے، جو ایک عورت اور مرد کے بندھن سے وجود میں آتا ہے، جسے اولاد مکمل کرتی ہے۔ بعض افراد کا کہنا ہے کہ خاندان سے مراد لوگوں کا ایک گروہ ہے جو مشترکہ مقاصد اور مفادات کے ساتھ ایک چھت تلے رہتے ہیں۔

### ۱-۸-۱-اسلام میں خانوادہ

اسلام کے نقطہ نظر سے، خانوادہ ایسے افراد کے گروہ کو خانوادہ تصور کرتا ہے جو سول، قانونی اور روحانی و معنوی شخصیت کے حامل ہوں، جس کی بنیادی اکائی وہ مرد اور عورت ہیں جو شریعت کے مطابق رشتہ ازدواج سے منسلک ہوتے ہیں، اور نکاح وہ معاہدہ ہے کہ جس کی بنیاد پر مرد اور عورت کے درمیان ازدواجی تعلقات قائم ہوئے اور اس کے بعد فریقین کی ذمہ داریاں اور حقوق میں اضافہ ہو جاتا ہے۔ اسی ازدواج کی بدولت رشتہ داری کے تعلقات بڑھتے ہیں دونوں خاندانوں کے مابین قانونی، اخلاقی اور احساساتی تعلقات وجود میں آتے ہیں۔

### ۲-بردباری کی اہمیت

انسان چاہے انفرادی یا معاشرے کے فرد کے طور پر زندگی گزار رہا ہو اس زندگی کے دوران اس کی کچھ ذمہ داریاں اور فرائض ہیں جن کی پابندی اس پر لازم ہے، اگر وہ اپنی ذمہ داریوں کو نبھانے اور فرائض کی ادائیگی میں کوتاہی کرتا ہے تو وہ قصوروار بھی ہے اور جوابدہ بھی۔ یقیناً اصل فرائض اور ذمہ داریوں میں نرمی اور بردباری دخیل نہیں ہے لیکن کام کرنے کے طریقے وروش اور فرض کو انجام دینے میں ایک ناقابل تردید اصول ہے جو مقصد کے حصول کے لیے ضروری ہے۔ دوسرے لفظوں میں نرمی و بردباری کا

---

[۲۰]۔ داؤدی، محمد، تربیت دینی، ۱۳۸۷: ج ۲، ص ۲۶

مرحلہ تب آتا ہے جب ہم اپنا اولین فرض ادا کر چکے ہوں، مثلاً نیکی کی طرف بلانا، موعظہ کرنا، برائی سے منع اور اچھائی پر عمل کرنے کی دعوت وغیرہ انجام دے چکے ہوں۔ اور اگر کام اس سطح پر نہ ہوا ہو تو اب یہاں پر نرمی و بردباری سے کام لیں گے

نرم رفتاری اور بردباری کا مطلب یہ ہرگز نہیں ہے کہ جب کوئی خلاف ورزی کرے تو ہم اسے چھوڑ دیں اور اسے بھلائی کی دعوت نہ دیں، نصیحت نہ کریں، نیکی کا حکم نہ دیں اور برائی سے منع نہ کریں اور اسے نرم رفتاری اور بردباری ہے کا نام دیں. نرمی و بردباری کا ہرگز یہ معنی نہیں بلکہ یہ رویہ مذہبی امور سے ایک طرح کی بے حسی ہے۔ ذمہ داری سے فرار کو نرم رفتاری اور بردباری کا نام دینا صحیح نہیں کیونکہ لوگوں کا متزلزل اور سست ہونا، نرم رفتاری و بردباری نہیں ہے۔

الرِّجالُ قَوَّامُونَ عَلَي النِّساءِ بِما فَضَّلَ اللَّهُ بَعْضَهُمْ عَلي بَعْضٍ وَ بِما أَنْفَقُوا مِنْ أَمْوالِهِمْ فَالصَّالِحاتُ قانِتاتٌ حافِظاتٌ لِلْغَيْبِ بِما حَفِظَ اللَّهُ وَ اللاَّتي تَخافُونَ نُشُوزَهُنَّ فَعِظُوهُنَّ وَ اهْجُرُوهُنَّ فِي الْمَضاجِعِ وَ اضْرِبُوهُنَّ فَإِنْ أَطَعْنَكُمْ فَلا تَبْغُوا عَلَيْهِنَّ سَبيلاً إِنَّ اللَّهَ كانَ عَلِيًّا كَبيرا[۲۱]؛ مرد عورتوں پر نگہبان ہیں، اس بنا پر کہ اللہ نے ان میں سے بعض کو بعض پر فضیلت دی ہے اور اس لیے کہ مردوں نے اپنا مال خرچ کیا ہے، پس جو نیک عورتیں ہیں وہ فرمانبردار ہوتی ہیں، اللہ نے جن چیزوں (مال اور آبرو) کا تحفظ چاہا ہے، (خاوند کی) غیر حاضری میں ان کی محافظت کرتی ہیں اور جن عورتوں کی سرکشی کا تمہیں خوف ہو انہیں نصیحت کرو (اگر باز نہ آئیں تو) خواب گاہ الگ کر دو اور (پھر بھی باز نہ آئیں تو) انہیں مارو، پھر اگر وہ تمہاری فرمانبردار ہو جائیں تو ان کے خلاف بہانہ تلاش نہ کرو، یقیناً اللہ بالاتر اور بڑا ہے۔

اس آیت میں پروردگار عالم نے ان عورتوں کے بارے میں کہ جن کی نسبت سرکشی اور نافرمانی کا خوف ہو فرمایا: انہیں نصیحت کرو۔ اگر نصیحت کاساز نہ ہو، تو ان سے اپنی خواب گاہ جدا کر لو، اگر یہ بھی کام نہ آئے، تو ایسی تنبیہ کرو جو ایسے شخص کی ناراضگی کی مانند ہو جو اس سے بے تحاشا محبت کرتا ہو، جیسے ماں کہ جو اپنے بچے کو تنبیہ کرتی ہے اور ساتھ بے تحاشا اور بے لوث محبت بھی کرتی ہے۔ تا کہ آپ کی ناراضگی اس پر اثر انداز ہو۔ اور یہ حکم الٰہی ان مردوں کے لیے ہے جن کا سامنا ایسی عورتوں سے ہو۔

لہذا نرمی اور بردباری کو بہانہ بنا کر ذمہ داری سے سبک دوش نہیں ہوا جا سکتا۔ البتہ یہ اس وقت ہے جب ذمہ داری کے انجام نہ دینے سے کردار میں تبدیلی نہ آئے، اب سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ کیا مزید سخت رویے کی ضرورت ہے، اور نافرمانی کے خدشہ میں عورت کو گھر میں قید کر دیا جائے، یا اسے طلاق دے دی جائے، یا پھر سب کچھ نظر انداز کیا جائے اور اس سے نرم رفتاری و بردباری سے پیش آئیں تا کہ وقت گزرنے کے ساتھ اس کے رویے میں مثبت تبدیلی آئے؟ ان صورتوں میں سے کون سی صورت اپنانی چاہیے؟ تو ہاں، یہاں نرمی اور بردباری کو بروئے کار لانے کی ضرورت ہے تا کہ سرکشی کا خدشہ جنم نہ لینے پائے۔

---

[۲۱]۔ القرآن: سورہ نساء۔ آیت نمبر ۳۴، ترجمہ قرآن شیخ محسن علی نجفی

## ۳-بردباری کا قرآن میں ذکر

قرآن کریم میں مدارا کا لفظ استعمال نہیں ہوا ہے، لیکن دو قسم کی آیات ہیں جو اس معنی کو بیان کرتی ہیں:

۱-۳- آیات جن میں "**لین، عفو، صفح، غفران، خلق عظیم، رحمت**" جیسے الفاظ ذکر ہوئے ہیں۔ ان میں سے کچھ مندرجہ ذیل ہیں:

۱-۱-۳-( فَبِمَا رَحْمَةٍ مِنَ اللَّهِ لِنْتَ لَهُمْ وَلَوْ كُنْتَ فَظًّا غَلِيظَ الْقَلْبِ لَانْفَضُّوا مِنْ حَوْلِكَ فَاعْفُ عَنْهُم)[۲۲]؛ (اے رسول) یہ مہر الٰہی ہے کہ آپ ان کے لیے نرم مزاج واقع ہوئے اور اگر آپ تند خو اور سنگدل ہوتے تو یہ لوگ آپ کے پاس سے منتشر ہو جاتے، پس ان سے درگزر کریں اور ان کے لیے مغفرت طلب کریں اور معاملات میں ان سے مشورہ کر لیا کریں پھر جب آپ عزم کر لیں تو اللہ پر بھروسہ کریں، بے شک اللہ بھروسہ کرنے والوں کو پسند کرتا ہے۔

اس آیت کا آغاز حرف "فاء" سے ہوا ہے، لہٰذا یہ ایک اور لفظ کا نتیجہ ہے، لیکن آیات اس بارے میں واضح نہیں ہیں، لیکن سیاق و سباق اس پر دلالت ہے۔ آیت کا یہ حصہ «فاعف عنهم»، حضور اکرم (ص) کی حیات طیبہ کو بیان کرتا ہے، کیونکہ آپ ہمیشہ نرم رفتاری اور بردباری سے کام لیتے تھے اور لوگوں کی اذیت و آزار کا جواب بردباری، عفو و درگزر سے دیتے تھے، اور امور میں لوگوں سے مشاورت کرتے تھے۔

۲-۱-۳-(فَقُولَا لَهُ قَوْلًا لَيِّنًا لَعَلَّهُ يَتَذَكَّرُ أَوْ يَخْشَى)[۲۳]؛ پس دونوں اس سے نرم لہجے میں بات کرنا شاید وہ نصیحت مان لے یا ڈر جائے۔

آیت میں مقصود ہے کہ فرعون سے گفتگو کے دوران سختی سے کام نہ لیا جائے اور یہی سخت رویے کا اختیار نہ کرنا، دعوت حق کا بہت ضروری رکن ہے۔[۲۴] گویا آیت یہ بیان کر رہی ہے کہ حضرت موسی اگر فرعون پر غلبہ پانا چاہتے ہیں تو طرز گفتگو میں نرمی لائیں تاکہ فرعون متوجہ ہو یا اس کے دل میں خشیت پیدا ہو۔

۳-۱-۳- (خُذِ الْعَفْوَ وَ أْمُرْ بِالْعُرْفِ وَ أَعْرِضْ عَنِ الجاهِلِين)[۲۵]؛ (اے رسول) درگزر سے کام لیں، نیک کاموں کا حکم دیں اور جاہلوں سے کنارہ کش ہو جائیں۔ یہ آیت نبی مکرم .:. کی اپنی امت سے بردباری کو واضح طور پر بیان کر رہی ہے کہ خدا، پیامبر گرامی اسلام کو حکم دیتا ہے کہ عوام کے منفی رد عمل کے نتیجے میں جو مظالم توڑے جائیں گے ان کا مقابلہ عفو و درگزر سے کیا جائے۔

---

[۲۲]۔ القرآن: سورہ آل عمران۔ آیت نمبر ۱۵۹، ترجمہ قرآن شیخ محسن علی نجفی

[۲۳]۔ القرآن: سورہ طہ۔ آیت نمبر ۴۴، ترجمہ قرآن شیخ محسن علی نجفی

[۲۴]۔ طباطبائی، تفسیر المیزان، دفتر انتشارات اسلامی، قم، ۱۴۷ء، ۱۳

[۲۵]۔ القرآن: سورہ اعراف۔ آیت نمبر ۱۹۹، ترجمہ قرآن شیخ محسن علی نجفی

شدائد و تکالیف کی پرواہ کیے بغیر بھلائی کی دعوت جاری رکھی جائے۔ جاہلوں سے الجھنے سے گریز کیا جائے۔ آیت میں اس دستور اخلاق کی وجہ سے مفسرین نے اس آیت کے ذیل میں مفید مطالب بیان فرمائے ہیں۔

۴-۱-۳-(لَا تَمُدَّنَّ عَيْنَيْكَ إِلَىٰ مَا مَتَّعْنَا بِهِ أَزْوَاجًا مِّنْهُمْ وَ لَا تَحْزَنْ عَلَيْهِمْ وَ اخْفِضْ جَنَاحَكَ لِلْمُؤْمِنِينَ)[۲۶] ؛ (اے رسول) آپ اس سامان عیش کی طرف ہر گز نگاہ نہ اٹھائیں جو ہم نے ان (کافروں) میں سے مختلف جماعتوں کو دے رکھا ہے اور نہ ہی ان کے حال پر رنجیدہ خاطر ہوں اور آپ مومنوں کے ساتھ تواضع سے پیش آئیں۔

اس آیت میں اللہ تعالیٰ نے رسول اللہ ﷺ کو مومنین کے لیے تواضع اور نرمی کا حکم دیتے ہوئے فرمایا: (وَ اخْفِضْ جَنَاحَكَ لِلْمُؤْمِنِينَ)۔ یہ جملہ، اظہار عاجزی، محبت اور شفقت کی ایک خوبصورت تعبیر ہے، جس طرح پرندے جب اپنے چوزوں سے محبت کا اظہار کرنا چاہتے ہیں تو انہیں اپنے پروں اور پنکھوں کے نیچے لے جاتے ہیں، اور یہ انتہائی دلچسپ جذباتی منظر کو مجسم کرتے ہیں۔ اس عمل سے وہ حادثات اور دشمنوں سے ان کی حفاظت کرتے ہیں۔ اور انہیں بکھرنے سے بچاتے ہیں۔

۲-۳-وہ آیات، جو تحمل، بردباری اور مخالفین کے ساتھ حسن سلوک کو بیان کرتی ہیں۔

۱-۲-۳-( أُدْعُ إِلي سَبيلِ رَبِّکَ بِالْحِكْمَةِ وَ الْمَوْعِظَةِ الْحَسَنَةِ وَ جادِلْهُمْ بِالَّتي هِيَ أَحْسَنُ إِنَّ رَبَّکَ هُوَ أَعْلَمُ بِمَنْ ضَلَّ عَنْ سَبيلِهِ وَ هُوَ أَعْلَمُ بِالْمُهْتَدينَ)[۲۷]؛(اے رسول) حکمت اور اچھی نصیحت کے ساتھ اپنے رب کی راہ کی طرف دعوت دیں اور ان سے بہتر انداز میں بحث کریں، یقینا آپ کا رب بہتر جانتا ہے کہ کون اس کی راہ سے بھٹک گیا ہے اور وہ ہدایت پانے والوں کو بھی خوب جانتا ہے۔ اس آیت میں یہ بیان ہوا ہے کہ حکمت، موعظہ اور مجادلہ، یہ تین شرائط، طرزِ گفتگو سے متعلق ہیں۔ رسول اعظم ﷺ کو ان تین طریقوں میں سے کسی ایک طریقے سے حق کی طرف بلانے کا حکم دیا گیا ہے کیونکہ یہ سب دعوت حق کی روشیں اور طریقے ہیں۔

یہ آیت متعدد عمومی احکامات پر مبنی ہے جو رسول خاتم ﷺ کو دیئے گئے اور ان کے مضامین معاشرے میں رہن سہن سے متعلق ہیں: جیسے گفتگو میں سختی سے پرہیز جو لوگوں کے انتشار کا باعث بنے، بلکہ اس کے برعکس گفتگو میں نرمی کو اختیار کرنا جو دلوں کے قرب کا سبب بنے؛ حسن اخلاق کا اظہار، دوسرے شخص سے درگزر مقام استغفار میں ہے اور بارگاہ احدیت سے عافیت طلب کرنا، لوگوں کے ساتھ نرمی تحفہ الہی ہیں کیونکہ سخت گیر لوگوں سے حسن سلوک نہیں کرسکتے۔

۴-بردباری کا احادیث میں ذکر

---

[۲۶]۔القرآن: سورہ حجر-آیت نمبر ۸۸، ترجمہ قرآن شیخ محسن علی نجفی
[۲۷]۔القرآن: سورہ نحل-آیت نمبر ۱۲۵، ترجمہ قرآن شیخ محسن علی نجفی

احادیث میں لفظ "مدارا" کے علاوہ دوسرے الفاظ بھی استعمال ہوئے ہیں جیسے: مسامحہ، تساہل، مصانعہ، لین اور رفق:

۱-۴-(قال رسول الله (ص):أما إنَّهُ مَن اُعطِيَ حَظَّهُ مِنَ الرِّفقِ فَقَد اُعطِيَ حَظَّهُ مِن خَيرِ الدُّنيا وَالآخِرَةِ ، ومَن حُرِمَ حَظَّهُ مِنَ الرِّفقِ فَقَد حُرِمَ حَظَّهُ مِن خَيرِ الدُّنيا وَالآخِرَةِ) [۲۸] ؛ جس کو نرمی عطا کر دی گئی گویا اس کو دنیا و آخرت کی بھلائی دے دی گئی اور جو نرمی و بردباری سے محروم رہا وہ دنیا و آخرت کی بھلائی سے محروم رہا۔

۲-۴-(قال الإمام الباقر علیه السلام: مَن اُعطِيَ الخُلُقَ وَالرِّفقَ فَقَد اُعطِيَ الخَيرَ كُلَّهُ وَالرّاحَةَ ، وحَسُنَ حالُهُ في دُنياهُ وآخِرَتِهِ ، ومَن حُرِمَ الرِّفقَ وَالخُلُقَ كانَ ذلِكَ لَهُ سَبيلاً إلى كُلِّ شَرٍّ وبَلِيَّةٍ إلاّ مَن عَصَمَهُ اللّهُ تَعالى) [۲۹]؛ امام محمد باقر علیہ السلام: ہر وہ شخص جس کے پاس حسن اخلاق اور بردباری ہے گویا اس کو تمام بھلائیاں اور راحتیں عطا کر دی گئی ہیں اور اس نے اپنی دنیا اور آخرت کو سنوار لیا اور جو شخص نرمی اور بردباری اور خوش مزاجی سے محروم ہے گویا اس نے ہر برائی اور آفت کے لیے راستہ کھول دیا ہے، سوائے اس کے جسے خدا محفوظ رکھے۔

مذکورہ بالا احادیث سے معلوم ہوتا ہے کہ "مدارا" سے مراد رفتار مہذب، سنجیدہ اور عقلمندانہ طرز عمل ہے جو انسان کو عظیم مقصد کے قریب کرتے ہیں، کیونکہ یہ طریقہ فاسد اور غلط رائے رکھنے والے کے ساتھ ہمدلی اور ہمدردی کا اظہار کرنے کے مترادف ہے جو کہ بہت موثر ہے۔ اس لیے کہ ممکن ہے کہ اس شخص نے فاسد و باطل عقیدہ کو غفلت کی وجہ سے اپنایا ہو، لیکن اس کے باطل عقیدہ سے ہمدردی کا کوئی امکان نہیں ہے ۔ بلکہ ٹھوس اور پایدار دلیلوں سے اس کے فاسد عقیدہ کی تردید کرنی چاہیے، اور باطل عقیدہ کو قبول کرنے پر شرمندہ و نادم ہو تو اس کی عذر خواہی قبول کریں نہ کہ اس کی رائے باطل کو قبول کریں۔ لہذا نرمی اور بردباری روش رفتاری کا نام ہے مقاصد اور عقائد میں یہ اصول جاری نہیں ہو گا۔

بردباری کو روحانی اور مادی فوائد کے لحاظ سے سماجی معاشرے میں اعلیٰ مقام حاصل ہے۔ پیغمبر اسلام (ص) کا ارشاد ہے:"مُدَارَاةُ اَلنَّاسِ نِصْفُ اَلْإِيمَانِ وَ اَلرِّفْقُ بِهِمْ نِصْفُ اَلْعَيْشِ "[۳۰]؛ لوگوں کے ساتھ بردباری نصف ایمان ہے اور ان کے ساتھ نرمی نصف زندگی ہے۔ ہمدردی اور نرمی اور بردباری کی نہ صرف اسلام میں تاکید کی گئی ہے بلکہ وہ لوگ جو کسی بھی دین کو نہیں مانتے اور خوشگوار زندگی کے خواہاں ہیں، وہ اپنی اس چاہت کو اس وقت پا سکے گے جب دوسروں کے ساتھ حسن سلوک سے پیش آئیں۔ نرم برتاؤ اور بردباری کو اپنائیں گے اور اگر آپ میں دوسروں کو برداشت کرنے کی ہمت نہیں ہے تو آپ اچھی زندگی نہیں گزار پائیں

---

[۲۸]۔ ابن ابی الحدید، شرح نہج البلاغہ، جلد ۶، مکتبہ آیت اللہ المرعشی النجفی، قم، ۱۴۰۴، صفحہ ۳۳۹
[۲۹]۔ مجلسی، محمد باقر، بحار الانوار، جلد ۷۸، اسلامی بہبودی، ۱۳۸۶، صفحہ ۱۸۶
[۳۰]۔ کلینی، محمد بن یعقوب، اصول کافی، جلد ۲، دار الکتب الاسلامیہ، تہران، ۱۴۰۷، صفحہ ۱۱۷

گے۔ ایسے موارد کہ جہاں سلیقے اور نقطہ نظر میں اختلاف ہو، یا رویے اور طریقہ کار میں اختلاف ہو، تو وہاں "نرمی و بردباری" سے ہی مسائل کو کم کرنا ممکن ہے۔

لہٰذا قرآنی آیات اور احادیث کے مطابق ایک استاد کو تربیت کے دوران سب سے پہلا کام یہ کرنا چاہیے کہ وہ اپنے زیر تربیت افراد سے اس طرح گفتگو کرے کہ وہ آسانی سے معانی کو درک کریں اور سمجھیں اور یہ اس وقت ممکن ہے جب مربی اپنی سطح فہم پر گفتگو نہ کرے بلکہ تربیت پانے والوں کی سطح فہم و درک کے مطابق گفتگو کرے۔ اس کے علاوہ بعض اوقات تربیت پانے والے افراد کے ساتھ نرمی و بردباری کی ضرورت اس طرح پڑتی ہے کہ انہیں خاص باتیں بتائی جاتی ہیں اور جو باتیں ان کی سمجھ سے باہر ہوتی ہیں وہ نہ بتائی جائیں۔

مدارا کے متعلق روایات موجود ہیں کہ مخالف سے نرمی اور بردباری سے پیش آؤ۔[۳۱] لہٰذا یہ کہا جا سکتا ہے کہ مخالفین کے مقابلہ میں نرمی اور بردباری (خواہ وہ ہم مذہب ہوں یا غیر مذہب) ان کے ساتھ نرمی سے پیش آئیں اور بعض اوقات یہ نرم برتاؤ صرف مخالفین کی ایذا رسانی کو دور کرنے کے لئے ہوتا ہے اور ظاہر ہے کہ بعض اوقات نرمی اور بردباری میں ایک قسم کی چشم پوشی بھی ہوتی ہے۔ جس سے انہیں اپنی طرف متوجہ کریں. اسی طرح امام عسکری ۷ نے فرمایا: خدا کے دشمنوں کے ساتھ بردباری و نرمی یا تو انہیں دین کی طرف راغب کرے گی یا کم از کم ان کے شر کو دور کرے گی۔[۳۲]

## ۵- بردباری کے مختلف پہلو

نرمی و بردباری کی مختلف جہتیں اور پہلو ہیں، ان میں سے درج ذیل ہیں:

### ۱-۵- اعتقاد اور ایمان

عقائد اور ایمان کے باب میں نرمی اور بردباری کی اہمیت کو قرآن نے بیان کیا ہے۔ وہ آیات جو انبیاء کرام کی ذمہ داری کو بیان کرتی ہیں ان آیات میں انبیاء کرام کا تعارف کروانے کے لیے ان کے لیے "شاہد، مبشر اور نذیر" جیسے القابات بیان ہوئے ہیں ان کی ذمہ داری، الٰہی پیغامات پہنچانے کے علاوہ کچھ نہیں ہے، یہاں تک کہ اس بات پر زور دیا گیا ہے کہ وہ لوگوں کے ایمان لانے یا ایمان نہ لانے میں فکر مند نہ ہوں:

---

[۳۱]۔ نوری، میرزا حسین؛ مستدرک الوسائل، جلد ۹، مؤسسہ آل البیت، بیروت، ۱۴۰۸، صفحہ ۳۶
[۳۲]۔ مجلسی، محمد باقر؛ بحار الانوار، جلد ۷۲، اسلامی بہبودی، ۱۳۸۶، صفحہ ۴۰۱

۱-(يا أَيهَا النَّبِى إِنَّا أَرْسَلْنَاکَ شَاهِدًا وَمُبَشِّرًا وَنَذِيرًا وَدَاعِيا إِلَى اللَّهِ بِإِذْنِهِ وَسِرَاجًا مُنِيرًا )[۳۳]؛ اے نبی! ہم نے آپ کو گواہ اور بشارت دینے والا اور تنبیہ کرنے والا بنا کر بھیجا ہے، اور اس (اللہ) کے اذن سے اللہ کی طرف دعوت دینے والا اور روشن چراغ بنا کر۔

۲-(فَهَلْ عَلَى الرُّسُلِ إِلَّا الْبَلَاغُ الْمُبِينُ)[۳۴]؛ تو کیا رسولوں پر واضح انداز میں تبلیغ کے سوا کوئی اور ذمہ داری ہے؟

۳-(فَذَكِّرْ إِنَّمَا أَنْتَ مُذَكِّرٌ لَسْتَ عَلَيهِمْ بِمُصَيطِرٍ)[۳۵]؛ پس آپ نصیحت کرتے رہیں کہ آپ فقط نصیحت کرنے والے ہیں۔ آپ ان پر مسلط نہیں ہیں۔ لہذا خداوند متعال نے کسی کو بھی مجبور نہیں کیا کہ وہ اس کے دین پر ایمان لے آئے بلکہ ایک دوسری آیت میں فرمایا ہے۔(لا إكراه في الدين قد تبين الرشد من الغي)[۳۶]؛ دین میں کوئی جبر و اکراہ نہیں، بتحقیق ہدایت اور ضلالت میں فرق نمایاں ہو چکا ہے۔

### ۲-۵-اخلاق اور رفتار

دین اسلام نے ذاتی زندگی میں دوسروں کے ساتھ نرمی و بردباری پر خصوصی توجہ دی ہے۔ اس سلسلے میں بہت سی آیات موجود ہیں اور معصومین علیہ السلام کی سیرت بھی بطور شاہد ہے کہ دوسروں کے لیے آسانیاں پیدا کریں اور ان کی غلطیوں کو نظر انداز کریں اور اپنے ذوق وسلیقے کو دوسروں پر نہ تھوپیں۔ لہذا عصر حاضر میں بہت سے صاحب نظر افراد معاشرتی رہن سہن میں اس روش پر زور دیتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے رسول اللہ (ص) کے کامیاب مصلح ہونے کا راز، حسن اخلاق، نرمی اور بردباری اور سختی اور تشدد نہ کرنے کو قرار دیا ہے اور نبی مکرم (ص) سے فرمایا کہ اگر آپ نرم مزاج اور مہربان نہ ہوتے اور اپنی رحمت سے لوگوں کو نہ نوازتے، تو آپ لوگوں کی رہنمائی کرنے میں کبھی کامیاب نہیں ہوتے:

۱-( فَبِمَا رَحْمَةٍ مِنَ اللَّهِ لِنْتَ لَهُمْ وَلَوْ كُنْتَ فَظًّا غَلِيظَ الْقَلْبِ لَانْفَضُّوا مِنْ حَوْلِكَ فَاعْفُ عَنْهُمْ وَاسْتَغْفِرْ لَهُمْ)[۳۷]؛ (اے رسول) یہ مہر الٰہی ہے کہ آپ ان کے لیے نرم مزاج واقع ہوئے اور اگر آپ تند خو اور سنگدل ہوتے تو یہ لوگ آپ کے پاس سے منتشر ہو جاتے، پس ان سے درگزر کریں اور ان کے لیے مغفرت طلب کریں۔

---

[۳۳]۔ القرآن: سورہ احزاب-آیت نمبر ۴۵-۴۶، ترجمہ قرآن شیخ محسن علی نجفی
[۳۴]۔ القرآن: سورہ نحل-آیت نمبر ۳۵، ترجمہ قرآن شیخ محسن علی نجفی
[۳۵]۔ القرآن: سورہ غاشیہ-آیت نمبر ۲۱-۲۲، ترجمہ قرآن شیخ محسن علی نجفی
[۳۶]۔ القرآن: سورہ بقرہ-آیت نمبر ۲۵۶، ترجمہ قرآن شیخ محسن علی نجفی
[۳۷]۔ القرآن: سورہ آل عمران-آیت نمبر ۱۵۹، ترجمہ قرآن شیخ محسن علی نجفی

اس آیت مجیدہ میں لفظ "لنت" لین کے مصدر سے ہے جسکا معنی مہربانی اور حسن سلوک کے ہیں، اور "فظا" کا معنی جفاکار اور بد خلق اور «غلیظ القلب» کا مطلب ہے سخت دل اور بے رحم۔[38] اسی اخلاق اور نرم رفتاری کی وجہ سے نبی اکرم (ص) معاشرے کو بدلنے میں کامیاب ہوئے اور اگر اس بنیادی اصول پر عمل نہ کیا جاتا تو اتحاد و وحدت کی فضا قائم کرنا ممکن نہیں تھا۔

۲-(وَعِبَادُ الرَّحْمَنِ الَّذِينَ يَمْشُونَ عَلَى الْأَرْضِ هَوْنًا وَإِذَا خَاطَبَهُمُ الْجَاهِلُونَ قَالُوا سَلَامًا)[39]؛اور رحمن کے بندے وہ ہیں جو زمین پر (فروتنی سے) دبے پاؤں چلتے ہیں اور جب جاہل ان سے گفتگو کریں تو کہتے ہیں: سلام۔

۳-(وَإِنْ تَعْفُوا وَتَصْفَحُوا وَتَغْفِرُوا فَإِنَّ اللَّهَ غَفُورٌ رَحِيمٌ)[40]؛اور اگر تم معاف کرو اور در گزر کرو اور بخش دو تو اللہ بڑا بخشنے والا، رحم کرنے والا ہے۔ اس آیت میں اخلاق کے چار پر وبال: معاف کرنا، عفو و در گزر اور رحمت بیان ہوئے ہیں۔ نیز احادیث میں: رفق، لین، کشادہ دلی، مسامحہ اور چشم پوشی کا اخلاق و رفتار میں لحاظ کرنا ذکر ہوئے ہیں۔ لہٰذا قرآن کریم اور سنت معصومین علیہم السلام میں اخلاق و رفتار و کردار کے حوالے سے نرمی اور بردباری پر زور دیا گیا ہے۔

## ۶-بردباری کے تربیتی اثرات

تربیت دینی میں نرمی و بردباری کا کیا اثر ہے؟ قرآن، سنت اور سیرت معصومین علیہم السلام کی طرف توجہ کریں تو معلوم ہوتا ہے کہ تربیتی امور میں نرمی و بردباری بہت ضروری ہے، نرم برتاؤ اور بردباری کا اجتماعی زندگی میں بہت مؤثر کردار ہے کیونکہ انسانی زندگی تلخیوں سے لبریز ہے جس میں ہر انسان گھرا ہے اگر انسانی حیات میں نرمی و بردباری نہ ہو تو انسان اپنے دین و اخلاق سے دستبردار ہو جائے اور یہ سماجی ساکھ کے لیے بھی نقصان دہ ہے۔ اسی لیے گھریلو اور سماجی زندگی میں انسان کو نرمی و بردباری کا مظاہرہ کرنا چاہیے کیونکہ عفو و درگزر کے ذریعے بہت سے جھگڑوں سے بچا اور ان کا حل نکالا جاسکتا ہے اور اس اصول تربیتی کی بدولت گھریلو ماحول کو امن و محبت اور قربت کا گہوارہ بنایا جاسکتا ہے۔

### ۱-۶-خوف اور ڈر پیدا کرنا

(فَقُولَا لَهُ قَوْلًا لَيِّناً لَعَلَّهُ يَتَذَكَّرُ أَوْ يَخْشَى)[41]؛پس دونوں اس سے نرم لہجے میں بات کرنا شاید وہ نصیحت مان لے یا ڈر جائے۔ موسیٰ اور ہارون (علیہما السلام) کو فرعون سے نرمی سے بات کرنے کا حکم اس لیے دیا گیا تھا کہ دعوت حق کے لیے صحیح اصول اور

---

[38]۔ہاشمی رفسنجانی، اکبر، تفسیر راہنما، بوستان کتاب، قم، ۱۳۶۱ش
[39]۔القرآن: سورہ فرقان-آیت نمبر ۶۳، ترجمہ قرآن شیخ محسن علی نجفی
[40]۔القرآن: سورہ تغابن-آیت نمبر ۱۴، ترجمہ قرآن شیخ محسن علی نجفی
[41]۔القرآن: سورہ طہ-آیت نمبر ۴۴، ترجمہ قرآن شیخ محسن علی نجفی

طریقہ اختیار کیا جائے اور شروع ہی سے تشدد اور سختی سے کام نہ لیا جائے کہ دوسرا فریق آپ کی حق بات سننے سے دور بھاگے۔ بلکہ اگر نرم برتاؤ ہو گا، تو دوسرا فریق حق بات سننے اور اس کے بارے میں سوچنے کے لئے تیار ہو گا۔ [42]

نرم زبان سرکشی کا علاج کیسے ہو سکتی ہے؟ جب کہ سرکشی، تکبر اور غرور کی حالت کا نام ہے۔ اور غرور کا کوئی فوری حل بھی نہیں ہے بلکہ پہلے اسے گہرائی تک پہنچانا ہو گا۔ پس لوگوں کو دعوت حق دینے والے کو معلوم ہونا چاہیے کہ اس کا مقصد متکبر کو دبانا اور تباہ و برباد کرنا نہیں ہے بلکہ اس کا ہدف اس کی رہنمائی کرنا ہے۔ نیز سرکشی کا جواب سرکشی نہیں بلکہ وسعت قلبی اور نرمی وبردباری اور خوش اخلاقی ہے۔ نرم گفتار، باغی اور سرکش کے لیے عملی سبق ہے تاکہ وہ طغیان و سرکشی کو اپنا ایک نامناسب عمل تصور کرے ۔ بسا اوقات یہ نرم گفتگو سرکشی وطغیان کی جڑ کو ختم کر دیتی ہے اور باغی و سرکش کو احساس ہوتا ہے کہ اس کے مقاصد کے حصول کے دیگر راستے بھی ہیں۔ [43]

### ۲-۶- دین و دنیا کی حفاظت

قال امیرالمومنین علیه السلام: «سَلامَةُ الدّينِ وَالدُّنْيا فی مُداراةِ النّاسِ» [44] ؛دین و دنیا کی حفاظت لوگوں کے ساتھ نرمی اور بردباری میں ہے۔ لوگوں کے ساتھ نرمی اور بردباری میں ہی دنیا کی سلامتی ہے لیکن دین کی سلامتی، ضرر و آفات سے دور رہنے میں ہے جو نہ صرف مستحسن ہے بلکہ واجب ہے۔ لہٰذا بردباری کا مظاہرہ نہ کیا جائے تو سختی کی صورت میں ضرر و آفات کا خوف بہت زیادہ ہے، جب کہ انسان جب بھی لوگوں سے نرم مزاجی سے پیش آتا ہے تو وہ ان سے احساس امن کرتا ہے۔ لہٰذا نرم برتاؤ موجب بنتا ہے کہ وہ دینی مسایل کو بہتر انداز میں بیان کر سکے، نہ کے سختی کے ساتھ کیونکہ سختی کی وجہ سے مضطرب رہے گا جو تربیتی اعتبار سے مانع شمار ہوتا ہے۔

### ۳-۶- نفرت اور دشمنی کا خاتمہ

«دَارِ النّاسَ تَسْتَمْتِعْ بِإِخَائِهِمْ وَ الْقَهُمْ بِالْبِشْرِ تُمِتْ أَضْغَانَهُم» [45]؛ بھائی چارگی سے بہرہ مند ہونے کے لیے لوگوں کے ساتھ نرمی اور بردباری سے پیش آؤ اور لوگوں کے ساتھ کشادہ دلی سے ملو تاکہ ان کی رنجشیں ختم ہو جائیں۔

---

[42]۔ جعفری، یعقوب، کوثر، ج۶، ص ۵۷۰

[43]۔ مدرسی، سید محمد تقی، تفسیر ہدایت، ، بنیاد پژوهشهای اسلامی آستان قدس رضوی، مشهد، ۱۳۷۷

[44]۔ لیثی واسطی، علی بن محمد عیون الحکم والمواعظ، دار الحدیث، قم، ۱۳۷۶، صفحہ ۲۸۵

[45]۔ تمیمی آمدی، عبد الواحد بن محمد، تصنیف غرر الحکم و درر الکلم، دفتر تبلیغات اسلامی، قم، ۱۳۶۶، صفحہ ۴۴۵

روایت کا مفہوم یہ ہے کہ جب بھی تم لوگوں کے ساتھ بردباری اور نرمی کے ساتھ پیش آؤ گے تو وہ تم سے اخوت اور دوستی قائم کریں گے جو تمہارے لیے فائدہ مند ہے اور جب بھی تم ان کے ساتھ حسن سلوک کروگے تو ان کی رنجشیں ختم ہو جائیں گی اور وہ تمہیں کبھی نہیں ستائیں گے۔

### ۴-۶-دوستی کا باعث

حضرت امام علی علیہ السلام نے قربت اور دوستی کو رفق کے اثرات میں سے قرار دیتے ہوئے فرمایا:«بِالرِّفْقِ تَدُومُ الصُّحْبَهُ»[۴۶]؛ نرم برتاؤ اور مہربانی سے دوستی مستحکم ہوگی۔

### ۵-۶-خیر وبرکت

قال النبی صلی الله علیه و آله «إِنَّ فِی الرِّفْقِ الزِّیَادَةَ وَ الْبَرَکَةَ وَ مَنْ یُحْرَمِ الرِّفْقَ یُحْرَمِ الْخَیْرَ»[۴۷]؛ رسول اعظم (ص) نے (ص) نے فرمایا: نرمی میں فراوانی اور برکت ہے اور جو نرمی سے محروم رہا وہ بھلائی وخیر سے محروم رہا۔

### ۶-۶-ایمان کی حفاظت

«عِدَّةٌ مِنْ أَصْحَابِنَا عَنْ أَحْمَدَ بْنِ مُحَمَّدِ بْنِ خَالِدٍ عَنْ أَبِیهِ عَمَّنْ ذَکَرَهُ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ أَبِی لَیْلَی عَنْ أَبِیهِ عَنْ أَبِی جَعْفَرٍ علیه السلام قَالَ إِنَّ لِکُلِّ شَیْءٍ قُفْلًا وَ قُفْلُ الْإِیمَانِ الرِّفْقُ »[۴۸]؛امام باقر علیہ السلام نے فرمایا: ہر چیز کے لیے ایک تالا ہوتا ہے (جو اس کی حفاظت کرتا ہے) اور نرمی ایمان کا قفل ہے۔ (اگر کوئی اپنی نرمی کھو دے اور غصہ اور سختی کرنے والا ہو تو وہ ایسے کام کرنے پر مجبور ہوگا جس سے اس کا ایمان ختم ہو جائے گا۔

## ۷-خانوادہ کے استحکام میں بردباری کے اثرات

خانوادہ کے استحکام میں نرمی وبردباری کا اثر دو طرح ہے:

### ۱-۷-بردباری کا انفرادی زندگی پر اثرانداز ہونا

نرمی وبردباری ان خصوصیات میں سے ہے جو فرد اور خانوادہ کے امن اور بہتری کے لیے مؤثر ہیں اور انفرادی اثر ور سوخ سے مراد وہ نعمتیں ہیں جو فرد کو اس خصوصیت کی رعایت کرنے پر حاصل ہوتی ہیں، جن میں سے چند درج ذیل ہیں۔

#### ۱-۱-۷-ایمان کی مضبوطی

---

[۴۶]۔ لیثی واسطی، علی بن محمد عیون الحکم والمواعظ، دارالحدیث، قم، ۱۳۷۶، صفحہ ۲۸۵
[۴۷]۔ لیثی واسطی، علی بن محمد عیون الحکم والمواعظ، دارالحدیث، قم، ۱۳۷۶، صفحہ ۲۸۵
[۴۸]۔ کلینی، محمد بن یعقوب، اصول کافی، جلد ۲، دار الکتب الاسلامیہ، تہران، ۱۴۰۷، صفحہ ۱۱۷

انسان کی زندگی کا سب سے اہم سرمایہ ایمان ہے۔ اسلام، اور ایمان کو مضبوط کرنے کے مختلف طریقے ہیں، اور ان میں سے ایک نرمی و بردباری کو زندگی کا شیوہ قرار دینا ہے۔ جو انسان کے ایمان کو محفوظ رکھتی ہے۔ جو شخص اپنے رویے میں نرمی نہیں اپناتا اور اپنے گھر والوں کے ساتھ نرمی سے پیش نہیں آتا وہ یقیناً اضطراب وغصے کی وجہ سے تفکر سے عاری ہو جاتا ہے۔ نتیجتاً وہ ایسے افعال میں مبتلا ہوتا ہے کہ جس کے نتائج خطرناک ہوتے ہیں۔ لہٰذا انسان نرمی و بردباری کے سائے میں اپنے ایمان کے سرمائے کو محفوظ رکھ سکتا ہے۔ دین اسلام میں مرد کا اپنے خانوادہ سے حسن سلوک ونرم برتاؤ، ایمان کی علامت قرار پایا ہے۔ ہم خیال بیویاں اپنے شوہروں کی مذہبی امور میں زیادہ مددگار ثابت ہوتی ہیں۔ رسول خدا(ص) نے فرمایا: الزَّوجَهُ المُواتِيَهُ عَونُ الرَّجُلِ عَلى دينِهِ.[۴۹] مرد کی ہم خیال بیوی، اس کے دین میں مددگار ہوتی ہے۔ میاں بیوی کے درمیان محبت آمیز تعلقات بہت سے خانوادگی جھگڑوں سے روک تھام کا باعث بنتے ہیں۔ ہم خیالی، خانوادہ کے افراد کو سکون و آرام فراہم کرتی ہے اور ذہن کو آسودہ خاطر بناتی ہے۔ انسان ذہنی سکون پا کر ہی روحانی و معنوی امور کو صحیح معنوں میں انجام دے سکتا ہے۔ زندگی میں عام طور پر نرمی و بردباری خانوادہ کے اساسی افراد (میاں اور بیوی) میں ہم خیالی کو فروغ بخشتے ہیں۔ اگر انسان اعلٰی درجے کا حلیم و بردبار ہو تو وہ مشکلات میں خود پے قابو پا کر کوئی ایسا کام انجام نہیں دیتا جس سے اس کا ایمان متزلزل ہو۔

### ۲-۱-۷- آخرت میں اجر وثواب

نرمی وبردباری آخرت میں بھی اجر وثواب کا باعث بنتی ہے۔

قَالَ رَسُولُ اَللَّهِ صَلَّى اَللَّهُ عَلَيْهِ وَ آلِهِ :أَقْرَبُكُمْ مِنِّي مَجْلِساً يَوْمَ اَلْقِيَامَةِ أَحْسَنُكُمْ خُلُقاً وَ خَيْرُكُمْ لِأَهْلِهِ[۵۰].؛رسول اللہ (ص) نے فرمایا: "قیامت کے دن تم میں سے میرے قریب ترین وہ ہے جو تم میں سب سے زیادہ خوش مزاج اور جو اپنے اہل وعیال کے ساتھ حسن سلوک سے پیش آتا ہے۔ دینی تعلیمات کی رو سے موجب ثواب اور خدا سے قریب ہونے کا بہترین راستہ اور ذریعہ، خانوادہ کے ساتھ اچھا برتاؤ، بردباری اور نرمی سے پیش آنا ہے۔

### ۳-۱-۷-امن وسکون

انسانی زندگی کو مسلسل مشکلات کا سامنا ہے جس کی وجہ سے بعض مسائل جیسے اعصابی کمزوری، افسردگی اور کم ہمتی جنم لیتے ہیں، ایسے میں اسلام نے سختی گیری اور دیگر روحانی امراض کے لیے نرمی وبردباری کو علاج قرار دیا ہے تاکہ روح کی سلامتی، ذہنی سکون اور لوگوں کو تحفظ فراہم کیا جائے۔ شادی کی اغراض ومقاصد میں سے ایک مقصد، روحانی و ذہنی سکون حاصل کرنا ہے۔ جب انسان

---

[۴۹]۔ الفردوس: ج۲۔ ص۳۰۱

[۵۰]۔ حر عاملی، محمد بن الحسن، وسائل الشیعہ، جلد ۱۲، الحیاۃ التراث العربی، بیروت، ۱۳۸۹، صفحہ ۱۵۳

پر سکون ہوتا ہے تو وہ مسائل کا شکار نہیں ہوتا۔ جیسے قرآن کریم میں ارشاد باری تعالیٰ ہے: (وَمِنْ آيَاتِهِ أَنْ خَلَقَ لَكُمْ مِنْ أَنْفُسِكُمْ أَزْوَاجًا لِتَسْكُنُوا إِلَيْهَا وَجَعَلَ بَيْنَكُمْ مَوَدَّةً وَرَحْمَةً ۚ إِنَّ فِي ذَٰلِكَ لَآيَاتٍ لِقَوْمٍ يَتَفَكَّرُونَ)[۵۱]؛ اور یہ اس کی نشانیوں میں سے ہے کہ اس نے تمہارے لیے تمہاری ہی جنس سے ازواج پیدا کیے تا کہ تم ان سے سکون حاصل کرو اور اس نے تمہارے مابین محبت اور مہربانی پیدا کی، غور و فکر کرنے والوں کے لیے یقیناً ان میں نشانیاں ہیں۔

بنیادی طور پر، خانوادہ کے افراد اس وقت سکون و آرام حاصل کر سکتے ہیں جب وہ اپنی ذمہ داریوں میں تدبر سے کام لیں۔ گھریلو امور میں اگر تدبیر کارساز نہ ہو تو خانوادہ سنگین مسائل کا شکار ہو سکتا ہے۔ جب کہ نرمی و بردباری مذہبی اصولوں کے مطابق امور کی تدبیر کے عناصر میں سے ایک ہے۔ نرمی سے پیش آنا اس امر کا باعث بنتا ہے کہ خانوادہ کے افراد کے مابین محبت و الفت و شفققت کا ماحول رونما ہو جس سے خانوادہ کے بہت سارے مسائل کا حل ہوں گے۔ میاں بیوی جو کہ خانوادہ کی اساس و بنیاد ہیں اسلیے ضروری ہے کہ ان میں سے ہر ایک برائی کا جواب اچھائی سے دیں تا کہ اختلافات، عداوت و دشمنی کو جڑ سے اکھاڑ پھینکیں۔ نیز ایک دوسرے کے لیے اپنے دلوں کو نرم و مہربان بنائیں، ایک دوسرے کی غلطیوں سے چشم پوشی کریں تا کہ خوشگوار و الفت و محبت بھری زندگی سے بہرہ مند ہو سکیں۔

### ۲-۷- بردباری کا معاشرے پر اثر انداز ہونا

اسلام میں نرمی و بردباری کا معاشرتی پہلو بھی بیان ہوا ہے۔ نرمی اور بردباری کے انفرادی اثرات اور برکات کے ساتھ ساتھ بہت سے سماجی و معاشرتی اثرات سے بھی برخوردار ہے:

### ۱-۲-۷- خانوادہ کی تربیت و پرورش

سعادت مند معاشرہ وہ ہے جو صالح، ذمہ دار اور صاحب ایمان افراد سے تشکیل پائے۔ ایسے سعادت مند معاشرے کی تشکیل اور مذکورہ اوصاف کے حامل افراد کی فراہمی کے لیے بچوں کی تربیت اور پرورش کے لیے سعی و تلاش کی اشد ضرورت ہے۔

(يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا قُوا أَنْفُسَكُمْ وَأَهْلِيكُمْ نَارًا وَقُودُهَا النَّاسُ وَالْحِجَارَةُ عَلَيْهَا مَلَائِكَةٌ غِلَاظٌ شِدَادٌ لَا يَعْصُونَ اللَّهَ مَا أَمَرَهُمْ وَيَفْعَلُونَ مَا يُؤْمَرُونَ)[۵۲]؛ اے ایمان والو! اپنے آپ کو اور اپنے اہل و عیال کو اس آگ سے بچاؤ جس کا ایندھن انسان اور پتھر ہوں گے، اس پر تند خو اور سخت مزاج فرشتے مقرر ہیں جو اللہ کے حکم کی نافرمانی نہیں کرتے اور جو حکم انہیں ملتا ہے اسے بجا لاتے ہیں۔

---

[۵۱]۔ القرآن: سورہ روم- آیت نمبر ۲۱، ترجمہ قرآن شیخ محسن علی نجفی

[۵۲]۔ القرآن: سورہ تحریم- آیت نمبر ۶، ترجمہ قرآن شیخ محسن علی نجفی

اس آیت کے پیش نظر اللہ تعالی نے انسان کو اپنے خانوادہ کی تربیت کی ذمہ داری دی ہے یہ عظیم فریضہ انسان کو اپنے خانوادہ کی حفاظت کرنے اور ان کی تربیت ور ہنمائی کے لیے بھرپور کوشش و تلاش کا پابند بناتا ہے۔ بیشک خدا کی بارگاہ میں وہ بندہ اجر عظیم کا حقدار ہے جس نے بچوں کی تربیت وپرورش میں مشقت وزحمت کو برداشت کیا اور بردباری کے ساتھ ان کی مادی اور روحانی ومعنوی ترقی اور کمال کے لیے اسباب فراہم کیے۔ تربیت صحیح، اسلام کے احکامات میں سے ہے جس میں افراد کی تربیت کے لیے بردباری بہت ضروری ہے۔ اور تربیت کی بہترین روش اور طریقہ یہی ہے جو انسان کی بصیرت و فکر کو بہتر بنانے میں تعمیری کردار ادا کرتا ہے۔

## ۲-۲-۷- محبوب ہونا

نرمی وبردباری، کرامت وعزت کی نشانی ہے، لیکن سخت گیری، تنگ نظری کی علامت ہے اور تنگ نظری لوگوں کے مابین تعلقات کو دوری کی طرف لے جاتی ہے۔ میاں بیوی کے احترام وعزت کے لیے دونوں کا ایک دوسرے کی نظر میں محبوب ہونا ضروری ہے محبوب ہونے کا مطلب ہے ایک دوسرے کے ساتھ احترام سے پیش آنا اور تصادم اور ضدی پن سے دور رہنا کیونکہ وہ انسانی قدر ومنزلت کو کم کردیتے ہیں اور دلوں میں نفرت اور دشمنی کے بیج بوتے ہیں۔ قرآن پاک میں نبی مکرم (ص) سے خطاب ہوا ہے:

( فَبِمَا رَحْمَةٍ مِنَ اللَّهِ لِنْتَ لَهُمْ وَلَوْ كُنْتَ فَظًّا غَلِيظَ الْقَلْبِ لَانْفَضُّوا مِنْ حَوْلِكَ فَاعْفُ عَنْهُمْ وَاسْتَغْفِرْ لَهُمْ وَشَاوِرْهُمْ فِي الْأَمْرِ فَإِذَا عَزَمْتَ فَتَوَكَّلْ عَلَى اللَّهِ إِنَّ اللَّهَ يُحِبُّ الْمُتَوَكِّلِينَ )[۵۳]؛(اے رسول) یہ مہرالٰہی ہے کہ آپ ان کے لیے نرم مزاج واقع ہوئے اور اگر آپ تندخو اور سنگدل ہوتے تو یہ لوگ آپ کے پاس سے منتشر ہو جاتے، پس ان سے درگزر کریں اور ان کے لیے مغفرت طلب کریں اور معاملات میں ان سے مشورہ کر لیا کریں پھر جب آپ عزم کر لیں تو اللہ پر بھروسہ کریں، بے شک اللہ بھروسہ کرنے والوں کو پسند کرتا ہے۔

اگر انسان چاہتا ہے کہ وہ لوگوں کے دلوں پر حکومت اور قبضہ ہو تو اپنے خانوادگی امور کو نرمی اور بردباری سے انجام دے اور خود مختاری وخود محوری سے اجتناب کرے تاکہ اپنے اس طرز عمل اور محبت، الفت اور روحانیت کے ذریعے خانوادہ کو استحکام بخشے۔ اور خانوادہ کے افراد کے روحانی رشتہ مضبوط بنا کر ایک دوسرے کا مددگار ومعاون بنائے ہمارا مشاہدہ ہے میاں بیوی جب ایک ساتھ ہیں تو وہ ایک دوسرے کی خامیوں سے زیادہ آگاہ ہوتے ہیں۔ اب یہ عیبوں سے آگاہی باعث نہ بنے کہ وہ ایک دوسرے کی خامیوں کو بیان کرتے پھریں اور سرزنش اور اختلاف کی راہوں کو ہموار کریں بلکہ ایک دوسرے کے عیبوں کو دور کرنے میں مددگار ثابت ہوں اور ایک دوسرے کی اصلاح کے لیے کوشاں رہیں۔ عیب جوئی سے خانوادہ میں نفرت اور اختلاف کی فضا پیدا ہوتی ہے

---

[۵۳]۔ القرآن: سورہ آل عمران-آیت نمبر ۱۵۹، ترجمہ قرآن شیخ محسن علی نجفی

جو میاں بیوی کے درمیان جھگڑے کا باعث بنتی ہے ایسے حالات میں نرمی وبردباری خانوادہ کے افراد کے درمیان نفرت کو ختم کرنے کا ایک مؤثر ذریعہ ہے۔ اور جہاں تک محبوبیت کی بات ہے تو یہ احترام کے سائے میں میسر ہے، اور عفو ودرگزر اور نرمی، محبوبیت، عزت اور عظمت کا باعث ہے۔ مگر محبوبیت اس وقت ملے گی جب انسان نرم رفتاری، اخلاق شائستہ کا حامل ہو، اپنے عیوب کی اصلاح کرے اور دیگر افراد کو نصیحت کرے ہو اور ان کی اصلاح ہو اور درنتیجہ یہ ناصح لوگوں کے نزدیک محبوب و محترم بن جائے، اب صورتحال یہ ہے کہ ہر بندہ اپنے خانوادہ میں محبوبیت کا خواہاں ہے۔ جب کہ محبوبیت، نرمی وبردباری کو اپنانے سے ہی حاصل ہوگی ہے۔ چونکہ خانوادہ کے افراد میں محبوب اور قابل احترام ہونا باعث بنتا ہے کہ خانوادہ کے امور باآسانی انجام دیئے جاسکے اور خانوادہ کے افراد تادیر ایک ساتھ رہیں۔

### ۳-۲-۷-انس ومحبت

خانوادہ، محبت والفت کا مرکز ہے، اگر ہم چاہتے ہیں خانوادہ میں استحکام پیدا ہو تو محبت، الفت اور شفققت کو پایہ قرار دیں کیونکہ خانوادہ کی اکائی "میاں، بیوی" ہیں لہذا دیگر افراد خانوادہ سے پہلے ان دو کے مابین الفت و محبت ہونی چاہیے اور اگر کبھی غلطی ہوجائے تو ایک دوسرے کی غلطی سے صرف نظر کرتے ہوئے عذرخواہی کو قبول کریں۔ امام صادق علیہ السلام نے اس حوالے سے فرمایا: خانوادہ میں میاں بیوی کے حقوق میں سے ایک حق یہ ہے کہ اگر بیوی سے غفلت اور لاعلمی میں کوئی غلطی سرزد ہوجائے تو اسے معاف کردیا جائے۔[۵۴] گویا امام فرمانا چاہتے ہیں کہ آپ کا بردباری اور معاف کرنا اسے اپنی غلطی کا احساس دلائے گا اور آئندہ اس سے ایسی خطا سرزد نہیں ہوگی اور اس کے ساتھ معاف کرنے والے کی محبت اس کے دل میں بیٹھ جائے گی جو خانوادہ کے استحکام کے لیے بہت ضروری ہے۔

انسان کی اخلاقی شخصیت میں نکھار وقت گزرنے کے ساتھ ساتھ آتا ہے اور منفی اخلاق میں بدلاؤ کے لیے مناسب وقت درکار ہوتا ہے، ایسا سوچنا بالکل بھی صحیح نہیں ہے کہ انسان ایک نصیحت اور وعظ سے نیک بن جائے۔ اور جہاں تک ازدواجی کا تعلق ہے کہ اس کو کیسے خواشگوار اور اس سے راضی ہوں تو اس کا بہترین طریقہ بیوی کی بدمزاجی کو برداشت و تحمل کرنا ہے۔ اس دوران بیوی کو اس بات پر مجبور کرنا کہ وہ اپنے رویے میں بدلاؤ لائے یہ مجبور کرنا خانوادہ کی سالمیت وسعادت کے لیے نقصان دہ ثابت ہوگا۔ لہذا بردباری سے کام لیں کیونکہ بردباری سے خانوادہ میں استحکام آئے گا، اور پھر والدین ہی گھر میں بچوں کے لیے نمونہ عمل ہوتے ہیں جن سے انہیں صحیح طرز زندگی اور آداب معاشرت سیکھنا ہیں۔

## نتیجہ:

---

[۵۴] ۔ کلینی، محمد بن یعقوب، اصول کافی، جلد۶، دار الکتب الاسلامیہ، تہران، ۱۴۰۷، صفحہ ۶۸۸

رفق ومدارا، یعنی دوسروں کے ساتھ نرمی سے پیش آنا، ان کا احترام کرنا اور ان پر سختی کی اجازت نہ دینا، خانوادہ کے رشد وترقی اور استحکام کی بنیادی کلید کا نام بردباری ہے۔قرآن کریم میں لفظ "مدارا" ذکر نہیں ہوا، لیکن دو طرح کی آیات ہیں جو اس معنی کو بیان کرتی ہیں، وہ آیات جن میں "لین، عفو، صفح، غفران، خلق عظیم، رحمت" جیسے الفاظ ذکر ہوئے ہیں۔ دوسری وہ آیات جن کا مفہوم، مخالفین کے ساتھ نرمی اور بردباری سے کام لینا ہے اس کو بیان کرتی ہیں۔اور احادیث میں لفظ "مدارا" کے علاوہ دوسرے الفاظ بھی استعمال ہوئے ہیں جیسے: مسامحہ، تساہل، مصانعہ، لین اور رفق۔مدارا کے مختلف پہلو ہیں جیسے کہ عقیدہ وایمان، اخلاق و کردار میں اس کی رعایت کرنا۔روایات کے مطابق نرمی و بردباری کے بہت سے اثرات ہیں، جیسے کہ خوف اور ڈر پیدا کرنا، دین و دنیا کی حفاظت، نفرت اور دشمنی کا خاتمہ، دوستی کا باعث، خیر و برکت، ایمان کی حفاظت شامل ہیں۔نرمی و بردباری کی ضروری شرط یہ ہے کہ ایک دوسرے کو صحیح سے پہچانیں، مزاج، ذوق اور ایک دوسرے کی خواہشات کو درک کرنا درنتیجہ ایک دوسرے کا احترام کریں گے۔آیات وروایات سے معلوم ہوا ہے کہ بردباری اور نرم برتاؤ جس طرح ذاتی مسائل میں ضروری ہے اسی طرح سماجی ومعاشرتی مسائل میں اور اسلام اور مذہبی اقدار کے فروغ کے لیے بھی ضروری ہے۔ معصومین علیہم السلام کی زندگی میں نرمی وبردباری کو بڑی اہمیت حاصل ہے اور سیرت معصومین علیہم السلام پر عمل پیرا ہو کر زندگی کو خوشگوار بن سکتی ہے۔نرمی وبردباری اور اچھا برتاؤ اسلام میں ایک اصول اور ثقافت کے طور پر ہے۔نرم رفتاری محبوبیت کا باعث ہے۔اسی طرح خانوادہ کے افراد کی معذرت قبول کرنے سے محبت والفت میں اضافہ ہوتا ہے اور رنجشیں ختم ہوتی ہیں۔میاں بیوی جو خانوادہ کی بنیاد ہیں لڑائی جھگڑے میں نرمی اور بردباری کا مظاہرہ کرکے ان خطروں کو وقوع پذیر ہونے سے روک سکتے جو خانوادہ کے استحکام کو متاثر کرتے ہیں اور معاشرے میں مسائل کا موجب بنتے ہیں۔نرمی اور بردباری خانوادگی مسائل کا حل اور خانوادہ کی بنیاد کے استحکام کا باعث ہے۔لہٰذا اس اصول اسلامی اور اصول تربیتی کو اپنی زندگی کا حصہ بنا کر فردی اور سماجی زندگی کو خوشگوار بنائیں۔رہبر معظم سید علی خامنہ ای نے طرز زندگی اسلامی پر زور دیا ہے کیونکہ مغربی طرز زندگی نے انسان سے کرامت انسانی اور عدالت اجتماعی کو چھیننے اور نابود کرنے کی ٹھان رکھی ہے جس میں مغربی لائف اسٹائل ظاہری طور پر اسلامی معاشروں کو اپنی لپیٹ میں لے چکا ہے اور بڑی تیزی سے اپنا رنگ چڑھا رہا ہے جو حقیقت میں انسانیت کی خدمت نہیں بلکہ انسانیت کو نابودی کے دھانے کی طرف دھکیلنا ہے مگر جب تلک الہی بندے دنیا میں موجود ہیں معاشرے میں اقدار اسلامی و دینی اور معنوی کو محفوظ بنایا جائے گا۔

## منابع

قرآن کریم

نہج البلاغہ


۱. ابن ابی الحدید، عبد الحمید بن ھبۃ اللہ، شرح نہج البلاغہ، قم: مکتبہ آیت اللہ المرعشي النجفي، ۱۴۰۴ق.

۲. ابن منظور، محمد بن مکرم، لسان العرب، بیروت: دار صادر، ۱۴۱۴ق.

۳. ابن فارس، احمد بن زکریا، معجم مقاییس اللغہ، قم: انتشارات دفتر تبلیغات اسلامی، اول، ۱۴۰۴ق.

۴. ابن شعبہ، حسن بن علی، تحف العقول عن آل رسول (ص)، ناشر آل علی، قم، ۱۳۸۲.

۵. تمیمی آمدی، عبد الواحد بن محمد، تصنیف غرر الحکم و درر الکلم، محقق، مصحح، درایتی، مصطفی، قم: دفتر تبلیغات اسلامی، چاپ اول، ۱۳۶۶ش.

۶. جعفری، یعقوب، کوثر، بی جا، بی تا.

۷. حرّ عاملی، محمد بن الحسن، وسایل الشیعہ، بیروت، الحیاۃ التراث العربی، ۱۳۸۹ھ۔ق.

۸. داوودی، محمد، رفق و مدارای تربیتی در سیرہ معصومین (ع)، مجلہ حوزہ و دانشگاہ، شمارہ ۲۸، ۱۳۸۰.

۹. داوودی، محمد، تربیت دینی، قم: مکتبہ آیت اللہ مرعشی چاپ دوم، ۱۳۸۷.

۱۰. راغب اصفہانی، حسین بن محمد، المفردات في غریب القرآن، تحقیق صفوان عدنان داوودي، بیروت: الدار الشامیہ، ۱۴۱۶ق.

۱۱. زبیدی، سید محمد مرتضی، تاج العروس من جواہر القاموس، بیروت، دار الفکر، اول، ۱۴۱۴ق.

۱۲. طباطبائی، محمد حسین، ترجمہ تفسیر المیزان، جامعہ مدرسین، قم: دفتر انتشارات اسلامی، ۱۳۷۴۔

۱۳. طریحی، فخر الدین، مجمع البحرین، تحقیق: محمود عادل، قم: نشر فرہنگ اسلامی، ۱۴۰۸ق.

۱۴. فراہیدی، خلیل بن احمد، العین، قم: انتشارات ہجرت، ۱۴۱۰ق،

۱۵. فیومی، احمد بن محمد مقری، المصباح المنیر في غریب الشرح الکبیر، ۷۷۰ق۔

۱۶. کلینی، محمد بن یعقوب بن اسحاق، الکافی، تہران: دار الکتب الاسلامیہ، چہارم، ۱۴۰۷ق.

۱۷. لیثی واسطی، علی بن محمد، عیون الحکم والمواعظ، قم: دار الحدیث، ۱۳۷۶ش.

۱۸. مجلسی، محمد باقر، بحار الانوار، ناشر: اسلامی بہبودی، ۱۳۸۶۔

۱۹. مدرسی، سید محمد تقی، تفسیر ہدایت، گروہ مترجمان، مشہد، بنیاد پژوہشہای اسلامی آستان قدس رضوی، چاپ اول، ۱۳۷۷ش.

۲۰. مطہری، مرتضی، مجموعہ آثار، انتشارات صدرا، تہران: ۱۳۸۰ش.

۲۱. مرتضی زاہدی، نظریہ ہای تربیتی اسلام، انتشارات صابرہ، چاپ اول، ۱۳۸۵.

۲۲. چنوری، حسین بن محمد تقی، مستدرک الوسائل و مستنبط المسائل، مؤسسہ آل البیت: بیروت، چاپ اول، ۱۴۰۸۔

۲۳. نجفی، محسن علی، ترجمہ قرآن، مصباح القرآن ٹرسٹ، لاہور، ۲۰۱۴.

۲۴. هاشمی رفسنجانی، اکبر، تفسیر راهنما، قم: بوستان کتاب، ۱۳۶۱ش.